بدنی خصائص نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم-اردو کتب سیرت کے تناظر میں

شائستہ جبیں*

The Holy Prophet (PBUH) was bestowed with distinctive and unmatchable qualities and attributes by Allah Almighty, which was not endowed to anyone else. The Quran is the best of divine guidance that imparts primary knowledge of all significant issues. The Quran and Ahadith has also guided about the exceptionality and inimitability of the Holy Prophet (PBUH), through aptive, diversified methodologies and distinctions. The article deals with the Quranic methodologies of describing the physical uniqueness of the Holy Prophet (PBUH), then other messengers and humans being discussed in the urdu sirah books written about the distinctive characteristics of the Holy Prophet (PUBH). Sufficient examples have been produced to authenticate the derived methodologies.

انسانی شخصیت کے دو پہلو ہیں۔ایک ظاہر اور دوسرا باطن۔ظاہری پہلو اعضاء وجوارح سے تشکیل پاتا ہے۔اس تشکیل وترتیب میں سر سے پاؤں تک تمام اعضاء کے باہمی تناسب سے جو ہیئت ہمارے سامنے آتی ہے۔اُسے شکل وصورت کا نام دیا جاتا ہے۔اعضاء کے تناسب میں اگر اعتدال وتوازن کارفرما ہو اور کوئی عضو ایسا نہ ہو جو بے جوڑ ہونے کی بنا پر انسانی جسم میں بے اعتدالی کا مظہر قرار پائے تو ایسی صورت بلاشبہ حسین صورت سے تعبیر کی جائے گی جب کہ انسان کی باطنی شخصیت میں اوصاف حمیدہ اور پسندیدہ عادات وخصائل کا جمع ہو جانا حسن سیرت کہلاتا ہے۔تاریخ کے مختلف ادوار میں ان تمام برگزیدہ انبیاء ورسل کی شخصیات، جو راہِ انسانیت سے ہٹے ہوئے لوگوں کی رشد وہدایت پر مامور ہوتے رہے، حسن صورت اور حسن سیرت کا حسین امتزاج ہیں۔ان کے باطن کے ساتھ ساتھ ان کے ظاہر کو بھی ہمیشہ پرکشش بنایا گیا تاکہ لوگوں کی طبیعتیں مکمل طور پر ان کی راغب اور مانوس ہوں۔

اس بزم ہستی میں وہ مبارک شخصیت جس میں حسن صورت اور حسن سیرت کے تمام محامد ومحاسن بدرجہ اتم سمو دیے گئے وہ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے اگر تمام ظاہری وباطنی محاسن کو ایک وجود میں مجتمع کر دیا جائے اور شخصی حسن وجمال کے تمام مظاہر جو جہان آب وگل میں ہر سو منتشر دکھائی دیتے ہیں، ایک پیکر میں اس طرح یکجا دکھائی دیں کہ اس سے بہتر ترکیب وتشکیل ناممکن ہو تو وہ حسن وجمال کا پیکر اتم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

* لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، جھنگ۔

وجود میں ڈھلتا نظر آتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علو مرتبت، روحانی کمالات وخصائص اور باطنی فضائل ومحامد کے علاوہ آپ کا بے مثل حسن وجمال اور بدنی وجسمانی خصوصیات کو بھی ہر دور میں اردو کتب سیرت کے مصنفین نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ اردو کتب سیرت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص وامتیازات کے حوالے سے کتب لکھنے والے مصنفین کے حوالے سے شمائل نبویہ کا جائزہ اس مقالہ میں لیا جائے گا۔

ا۔ افضلیت واکملیت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ رب العزت کے سب سے محبوب اور مقرب نبی ہیں، اس لئے باری تعالی نے انبیائے سابقین کے جملہ شمائل وخصائص اور محامد ومحاسن آپ کی ذات اقدس میں اس طرح جمع فرما دیئے کہ آپ افضلیت واکملیت کا معیار آخر قرار پائے۔ اس لحاظ سے حسن وجمال کا معیار آخر بھی آپ کی ہی ذات ہے۔ حافظ زاہد علی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اختصاص کے بارے میں لکھتے ہیں:

ارشاد باری تعالی ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ [1]

''(یہی) وہ لوگ (پیغمبران خدا) ہیں جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت فرمائی ہے، بس (اے رسول آخر الزماں!) آپ بھی ان کے طریقہ پر چلیں''۔

اس آیت کا مطلب ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان نبیوں اور رسولوں نے جو عمل کیا ہے آپ اس کے مطابق عمل کریں اور ہماری دی ہوئی ہدایت اور توفیق کے مطابق جس طرح انہوں نے زندگی گزاری ہے آپ بھی اپنی زندگی اسی طرح گزاریں اور ان تمام انبیاء ورسل کے جس قدر محاسن اور خوبیاں ہیں آپ وہ سب اپنے اندر جمع کرلیں۔

آیت مبارکہ میں ہدایت سے مراد انبیائے سابقہ کے شرعی احکام نہیں کیوں کہ وہ تو آپ کی بعثت کے ساتھ ہی منسوخ ہوچکے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ اخلاق کریمانہ اور کمالات پیغمبرانہ ہیں جن کی وجہ سے آپ کو تمام مخلوق پر فوقیت حاصل ہے۔ چنانچہ وہ کمالات وامتیازات جو دیگر انبیاء علیہم السلام کی شخصیات میں فرداً فرداً موجود تھے وہ سارے آپ میں یکجا کر دیئے گئے اور اس طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ کمالات نبوت کے جامع قرار پائے [2]

۲۔ سراپا محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن میں تذکرہ وبیان

اللہ رب العزت نے خود اپنی کتاب قرآن مجید میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک سراپا کو اس طرح

بیان فرمایا ہے کہ ایک ایک عضو کا ذکر فرمایا ہے۔ اردو کتب خصائص کے مصنفین نے اس تذکرہ و بیان کو تفصیلاً اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ حافظ زاہد علی لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے حبیب کے جسم اقدس کی قسم کھائی اسی طرح قرآن حکیم میں آپ کے ایک ایک عضو کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ کے قلب مبارک کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی [۳] ''جھوٹ نہیں کہا آپ کے دل نے جو دیکھا'' اسی طرح ایک اور آیت میں آپ کے قلب مبارک کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا: نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ [۴] ''لے کر اترا اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر''۔ آپ کے نطق اور زبان کا تذکرہ یوں بیان فرمایا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى [۵] ''اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے''۔ ایک مقام پر آپ کی آنکھوں کے بارے میں فرمایا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى [۶] ''نہیں بہکی (آپ کی) نگاہ اور نہ حد سے بڑھی''۔ آپ کے چہرہ اقدس کے بارے میں ان الفاظ میں تذکرہ فرمایا: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ [۷] ''بے شک ہم دیکھتے ہیں بار بار اٹھنا آپ کے چہرے کا آسمان کی طرف''۔ آپ کے ہاتھ کے بارے میں فرمایا۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ [۸] ''اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن کے ساتھ''۔ آپ کی پشت مبارک اور سینہ کے بارے میں فرمایا: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ o وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ o الَّذِىْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ [۹] ''کیا نہیں کھول دیا ہم نے آپ کا سینہ، اور اتار رکھا آپ سے وہ بوجھ، جس نے آپ کی پشت جھکا رکھی تھی''۔[۱۰]

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل مبارک اختیار کرنے سے شیطان کا عاجز ہونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص و امتیازات میں سے ایک تخصص یہ بھی ہے کہ شیطان آپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ باقی مخلوقات میں سے وہ جس کی چاہے شکل اختیار کر سکتا ہے لیکن اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل اختیار کرنے سے اسے عاجز رکھا ہے۔

حافظ زاہد علی لکھتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس نے خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً آپ ہی کو دیکھا کیوں کہ شیطان آپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اس امر سے آپ کے مقام کی رفعت اور بلندی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کی شکل کتنی مطہر تھی کہ شیطان میں تمثل بشری کی طاقت کے باوجود یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ آپ کی صورت مبارکہ میں متمثل ہو سکے۔ دوسرے لفظوں میں یوں ہے کہ خدا کی لعنت اس کی رحمت کی صورت نہیں بن سکتی۔ شیطان لعنت مجسم اور آپ رحمت مجسم۔ ان دونوں میں

بعد المشرقین ۔ جب وہ خواب میں آپ کی صورت اور شکل بنانے پر قادر نہیں ہے تو بیداری میں تو بدرجہ اولیٰ آپ کی صورت بنانے پر قادر نہ ہوگا۔''[۱۱]

۴۔ پیدائش کے وقت پاکیزگی

مولانا اشرف علی تھانوی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدائش کے وقت کے امتیازات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پیدا ہوئے تو نہایت لطیف اور پاک صاف تھے۔جسم مبارک ہر قسم کی گندگی اور غلاظت سے محفوظ و مصئون تھا۔خود سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ جب پیدا ہوئے تو نہایت لطیف تھے اور جسم مبارک پر گندگی اور آلائش نہ تھی''۔[۱۲]

امام رازیؒ نے انبیاء کرام کے نفوس قدسیہ کی ماہیت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ اپنی ماہیت کے اعتبار سے دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں۔ان نفوس میں فہم و فراست، ذکاء و فطانت اور جسمانیات و شہوات کے لحاظ سے ایک خاص قسم کا ترفع اور برتری پائی جاتی ہے۔جب ایک طرف روح اپنی پاکیزگی اور شرف کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ مقام پر فائز ہو اور دوسری جانب جسم بھی طہارت و پاکیزگی کا مجسمہ ہو تو لازمی طور پر ان کے قوائے محرکہ اور مدرکہ اپنے کمال کی انتہاء پر ہوں گے کیوں کہ جب فاعل اور قابل انتہائی کامل ہوں گے تو پھر ان کے آثار قوت و شرف اور پاکیزگی بھی نہایت کامل ہوں گے''۔[۱۳]

بعض علماء نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے ہر وقت خوشبو اٹھتی رہتی تھی۔گویا آپ کا مبارک جسم مجسم خوشبو تھا۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے جو فضا چھو جاتی تھی وہ بھی از خود معطر ہو جاتی تھی۔

آپ کی اسی جسمانی ماہیت کے یہ اثرات تھے کہ جس طرح پیدائش کے وقت آپ نظیف و پاکیزہ پیدا ہوئے اسی طرح سیدنا علیؓ کے بیان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بھی جسم مبارک غسل کے وقت ہر قسم کی آلودگی سے پاکیزہ تھا۔لہٰذا آپ کی اس پاکیزگی اور نظافت کو دیکھ کر سیدنا علیؓ نے فرمایا۔''اے اللہ کے رسول! آپ زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی دونوں حالتوں میں پاکیزہ اور طیب ہیں''۔[۱۴]

اردو کتب سیرت میں درج ابحاث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر اتنا نظیف، لطیف اور پاکیزہ تھا کہ اس پر کسی کثافت کا ہلکا سا شائبہ تک بھی نہ تھا۔ظاہری و باطنی ہر دو لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم پاک تھے۔

۵۔ ناف بریدہ اور مختون پیدا ہونا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے آپ کے دادا کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور فرمایا کہ میرے اس بیٹے کی بہت بڑی شان ہوگی۔[۱۵] آپ کے ناف بریدہ اور مختون پیدا ہونے کے بارے میں حاکم نے تو تواتر کا دعویٰ کیا ہے، لیکن علماء کو اس سے اتفاق نہیں۔ ختنہ کے بارے میں تین اقوال منقول ہیں۔ ان تین اقوال کی تفصیل حافظ زاہد علی نے اس طرح بیان کی ہے:

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختون پیدا ہوئے۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے ساتویں روز آپ کی ختنہ کی جیسا کہ عرب میں دستور چلا آرہا تھا۔

۳۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آپ کی ختنہ سعدیہ کے ہاں ہوئی، اس قول کو تمام علماء نے ضعیف کہا ہے۔

دوسرے قول کے بارے میں کچھ روایات کتابوں میں ملتی ہیں لیکن حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ان روایات کی صحت محل بحث ہے۔ حافظ زاہد علی نے مولانا اشرف علی تھانوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا تو مختون ہی ہوئے البتہ ختنہ کی تتمیم اور تکمیل آپ کے دادا نے کی۔ چنانچہ آپ کے مختون پیدا ہونے والی روایت کو بہت سے علماء نے نقل کیا ہے۔ اس لیے اس روایت کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا مشہور اور معتبر قول اس بارے میں پہلے دو ہی ہیں اور علماء نے ان دونوں اقوال میں یوں تطبیق دی ہے کہ آپ پیدا تو مختون ہی ہوئے البتہ ختنہ کی تتمیم اور تکمیل آپ کے دادا نے کی۔[۱۶]

۶۔ شق صدر

اردو کتب سیرت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک جسمانی خصوصیت یہ نقل کی گئی ہے کہ آپ کا سینہ مبارک شق کیا گیا۔ بعض روایات کے مطابق چار بار اور بعض روایات کے مطابق دو بار آپ کا شق صدر ہوا۔ پہلی بار اس وقت جب آپ سیدہ حلیمہ سعدیہ کے ہاں پرورش پا رہے تھے۔ آپ کی عمر مبارک چار سال تھی۔ جب دو سفید پوش آئے اور یہ سفید پوش دو فرشتے جبرائیل اور میکائیل تھے۔ وہ دونوں انسانی شکل میں ایک سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا لے کر آئے۔ اور آپ کا شکم مبارک چاک کر کے آپ کے قلب مبارک کو باہر نکالا۔ پھر قلب کو چاک کر کے اس کے اندر ایک یا دو جمے ہوئے خون کے ٹکڑوں کو نکالا اور کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔

پھر قلب کو اس طشت میں رکھ کر برف سے دھویا، بعد ازاں قلب کو اپنی جگہ رکھ کر سینہ سی دیا اور دونوں کے درمیان ایک مہر لگا دی۔ اس شق صدر کے بارے میں مختلف روایات مختلف صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔ ۱۷

۷۔ قوت ذائقہ کی خصوصیات

محمد ہارون معاویہ لکھتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت ذائقہ بھی دوسرے سب لوگوں سے ممتاز تھی، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ایک انصاری صحابی کہتے ہیں کہ ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ قبر کے اوپر سے ایک گورکن کو یہ ہدایت فرماتے تھے، دیکھنا ذرا پائنتی کی طرف سے اور کشادہ کرنا، ذرا سرہانے کی طرف سے اور کشادہ کرنا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو دفن کر کے واپس ہوئے تو سامنے سے اس کی بیوی کی جانب سے ایک شخص آپ کو بلانے آیا۔ آپ اس کے ساتھ ہو لیے۔ اس وقت ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔ حسب دستور کھانے کے لیے پہلے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے بعد صحابہ کرامؓ نے ہاتھ بڑھائے اور کھانا شروع کیا۔ ہم نے دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقمہ چبا رہے ہیں لیکن نگلتے نہیں۔ اس کے بعد فرمایا: ''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گوشت کسی ایسی بکری کا ہے جو مالک کی اجازت کے بغیر حاصل کی گئی ہے''۔

متوفی کی بیوی نے کہلا بھیجا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! واقعہ تو یہ ہے کہ میں نے نقیع کے بازار میں جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں ایک آدمی بھیجا تھا تاکہ وہ میرے لیے ایک بکری خرید لائے۔ جب وہاں بکری نہ ملی تو میں نے اپنے ایک پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا۔ اس نے ایک بکری خریدی تھی کہ جس قیمت میں اس نے وہ بکری خریدی ہو اسی قیمت میں وہ مجھے دے دے۔ اتفاقاً وہ نہ ملا۔ پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس آدمی بھیجا۔ اس نے مجھ کو یہ بکری بھیج دی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اطعمی ھذا الطعام الاسریٰ ۱۸

''اس کھانے کو قیدیوں کو کھلا دو''۔

اس حدیث سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی امتیازی خصوصیت واضح ہوتی ہے کہ عام انسانوں کی زبانیں تو تلخ و شیریں کا احساس کرتی ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حلال و حرام کا بھی احساس

کرتی ہے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اسلام کس قدر نازک اور پاکیزہ دین ہے کہ اس کے نزدیک ضیافت کا کھانا غیر ذمہ دارانہ اجازت کے بعد بھی کھانے کے قابل نہیں ہوتا، وہ ایسے ہی مصرف میں آسکتا ہے جہاں زیادہ چھان بین کا محل نہ ہو۔ ۱۹

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی ہیئت اور بدن اقدس عام انسانوں کے مثل نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کچھ شکم مبارک تک لے جا بھی نہیں سکتے تھے کہ جو مشکوک طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو۔

۸۔ دست مبارک کی خصوصیات

اردو کتب سیرت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی خصوصیات ان الفاظ میں بیان کی گئی ہیں:

> ''ویسے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کے اعجازی کرشمے بہت سی احادیث نبویہ میں آئے ہیں۔ انگشتان مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوئے۔ انگلی کے ایک اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے بھی ہو گئے اور انگلی ہی کے ایک اشارہ میں مدینہ طیبہ سے ہٹ کر بادلوں نے اطراف کا رخ کر لیا۔ مگر اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں شفا کی خاصیت عام معجزات کی طرح وقتی اور غیر اختیاری نہ تھی بلکہ اس کا طبعی اثر تھا چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ جب بیمار ہوتے تو پہلے اپنے ہاتھوں پر آپ معوذات پڑھ کر دم فرماتے اور اس کے بعد ان کو اپنے سارے جسم پر پھیر لیتے۔ جب ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری بیماری ہوئی۔''
>
> كنت انفث عليه بهن و امسحها بيده لبركتها صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۰
>
> ''تو میں معوذات پڑھ کر دم تو خود کرتی لیکن ہاتھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پھیرتی''۔

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام جسمانی اعضاء میں عام انسانوں کی نسبت غیر معمولی خصوصیات پائی جاتی تھیں اور ان خصائص میں کوئی آپ کی برابری نہیں کر سکتا۔

۹۔ آواز مبارک کی خصوصیات

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خصوصیت رکھی گئی تھی۔ ہوا کی مخالفت و موافقت سے اور آواز کی قدرتا بلندی و پستی سے دور تک آواز پہنچنے یا نہ پہنچنے کا فرق تو عام انسانوں میں

بھی ہو جاتا ہے لیکن ایک ہی انسان میں اس کے معمول کے برخلاف اس کی آواز ہر ہر خیمہ میں اس طرح جا پہنچے، جیسے وہ یہاں کھڑا بات کر رہا ہے۔ کبھی کبھی یہ عمل انبیاء کرام علیہم السلام سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ بھی کتنے فہیم، باایمان اور مستحکم عقیدہ کے لوگ تھے کہ نہ تو انہوں نے آپ کی اس غیر معمولی آواز کو ہوا کی موافقت کا کرشمہ سمجھا اور نہ اس کو غیر معقول تصور کیا بلکہ بڑی آسانی کے ساتھ یوں حل کر لیا کہ جس قدرت نے ہم کو ایک محدود فاصلہ پر شنوائی کی قوت عطا فرمائی ہے، اسی نے آج اس سے زیادہ فاصلہ پر شنوائی کی قوت بخش دی ہے۔

سیدنا عبدالرحمٰنؓ معاذ التیمی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں خطبہ دیا۔

ففتحت اسماعنا حتى ان كنا لنسمع ما يقول و نحن في منازلنا [۴۱]

''تو اس کو سننے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان ایسے کھول دیئے کہ ہم تمام لوگ جہاں جہاں بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سب سن رہے تھے''۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام تو اپنے جسمانی خواص میں ممتاز ہوتے ہی تھے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کے مخاطب بھی ساری مخلوق میں ممتاز صفت ہوتے تھے۔[۴۲]

اگر غور کریں تو بظاہر یہ ناممکن محسوس ہوتا ہے کہ بغیر کسی لاؤڈ سپیکر کے سوا لاکھ کے مجمع نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک صاف اور واضح سنی۔ لاؤڈ اسپیکر کی ایجاد سے ہی یہ بات بھی جا سکتی ہے کہ جس اللہ رب العزت نے انسانوں کے ذہن میں اس آلہ کی ایجاد کا خیال ڈالا۔ اس سے کیا ممکن نہیں ہے کہ وہ بغیر ایسے کسی واسطے کے اپنے حبیب کی آواز تمام لوگوں تک پہنچانے کا انتظام کر دے۔

۱۰۔ چشم مبارک کی خصوصیت

اردو کتب سیرت کے مصنفین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمانی و بدنی اختصاصات کے ذیل میں چشم مبارک کی خصوصیات اس انداز میں درج کی ہیں ''سیدنا انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جماعت کھڑی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف رخ پھیر کر فرمایا:

اقيموا صفوفكم و تراصوا فاني اراكم من خلفي كما اراكم بين يدي [۴۳]

''اپنی صفیں سیدھی کرو اور خوب مل مل کر کھڑے ہو کیوں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی ایسے دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں''۔

ایک اور روایت میں جو سیدنا ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم میرا قبلہ توجہ صرف سامنے کی طرف سمجھتے ہو''۔

واللہ! ما یخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم و انی لا راکم من وراء ظھری ۴۴

یہ رویت تو اس عالم کی رویت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم دور بین اس عالم سے گزر کر کبھی کبھی جنت اور دوزخ کا بھی مشاہدہ کر لیتی ہے۔ نبی اور امتی کی قوت بصریہ میں فرق ہے کہ امتی کی نظر اس عالم میں صرف اسی عالم کی اشیاء تک محدود رہتی ہے۔ جب وہ اس جہان سے گزر کر برزخ میں جا پہنچتا ہے تو پھر اس پر گاہ عالم برزخ بن جاتا ہے، اور جب برزخ سے آخرت کی طرف بڑھ جاتا ہے تو کائنات آخر اس کی نظر کی جولا نگاہ ہو جاتی ہے۔ غرض جس عالم میں وہ موجود ہوتا ہے اس کی نظر بھی اسی علم میں محدود رہتی ہے۔ اس کے برعکس نبی کی نظر اسی عالم میں تمام عالمین کی سیر کر سکتی ہے۔ وہ اسی عالم میں برزخ اور آخرت کی کائنات کا اسی طرح مشاہدہ کر سکتی ہے جیسا امتی کی نظر اس عالم میں پہنچ کر کرتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس جہان میں بھی اہل جنت کے خواص رکھتے ہیں۔ اس لیے دنیا میں بھی ان کی قوتوں کے وہ آثار ملتے ہیں جو اہل جنت کے بارے میں منقول ہیں۔ ۴۵

۱۱۔ قوت سامعہ کی خصوصیات

مصنفین سیرت کے مطابق قوت سامعہ میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک امتیازی خصوصیت حاصل تھی۔ چنانچہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سرکار دو جہاں علیہ الصلوۃ والسلام ایک خچر پر سوار بنو النجار کے کسی باغ میں تشریف لے گئے۔ اس وقت ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ دفعتاً آپ کی سواری اس روز سے بدکی کہ آپ گرنے لگے۔ دیکھا تو وہاں پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو ان قبروں میں دفن شدہ لوگوں کو پہچانتا ہو۔'' ایک شخص بولا کہ میں پہچانتا ہوں۔ آپ نے پوچھا یہ مردے کس زمانہ کے ہیں؟ اس نے جواب دیا: ''شرک کے زمانہ کے''۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس امت کا قبر میں امتحان ہوتا ہے۔ اگر کہیں یہ خطرہ نہ ہوتا کہ مارے دہشت کے تم مردوں کو دفن کرنا ہی بھول نہ جاؤ گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ جو عذاب قبر میں سنتا ہوں وہ تم کو بھی سنا دے۔ پھر آپ نے ہماری طرف رخ کر کے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے عذاب جہنم سے پناہ مانگو۔ لوگوں نے فوراً کہا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے عذاب جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔ پھر فرمایا یا عذاب قبر سے بھی پناہ مانگو۔ ہم نے

فوراً اللہ تعالیٰ سے عذابِ قبر سے بھی پناہ مانگی۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا تمام فتنوں سے بھی پناہ مانگو، ظاہر ہوں یا پوشیدہ''۔ ہم نے فوراً کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے تمام قسم کے فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ ہوں۔ آخر میں آپ نے فرمایا: ''دجال کے فتنے سے بھی پناہ مانگو''۔ ہم نے فوراً دعا مانگی کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ ۲۶

زندہ بیمار اور غم رسیدہ انسانوں کی آہ و بکا تو ہر بشر اور انسان سنتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردہ انسانوں کے نالہ و فریاد بھی سن لیتے ہیں۔ چوں کہ ان کے یقین کے عالم میں عقیدہ اور چشم دید حالت میں کوئی فرق نہیں ہوتا، اس لیے جو باتیں جانتے ہیں ان کے دیکھنے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ عام انسانوں میں یہ بات نہیں ہوتی کہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مستقبل کے ہولناک حوادث میں سب سے پہلے عذاب دوزخ کی یاد دلائی اور سب سے آخر میں ایک ایسے فتنے کی یاد تازہ کی جو امت میں سب سے ہولناک اور خوفناک ہوگا۔ اس بارے میں اور بھی بہت سی احادیث کتابوں میں موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ دور بین قبر کی اتھاہ گہرائیوں میں پہنچ کر مردوں کی آہ و زاری اور فریاد کو دیکھتی اور سنتی تھی۔ چنانچہ آپ کی قوت سامعہ کو دوسرے لوگوں پر ایک امتیازی شان اور خصوصیت حاصل تھی۔

۱۴۔ لعاب دہن کی امتیازی خصوصیت

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کوئی شخص بیمار پڑتا یا اس کے جسم میں کہیں زخم ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹی میں ذرا سا اپنا لعاب دہن ڈال کر انگلی سے ملاتے جاتے اور یہ کلمات پڑھتے جاتے۔

بسم الله تربة ارضنا بريقة بعضنا ليشفى سقيمنا باذن ربنا ۲۷

''بسم اللہ، یہ ہماری زمین کی مٹی اور ہمارا لعاب دہن ہم اس کو ملا کر اللہ کے نام کے ساتھ لگاتے ہیں تاکہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارا مریض شفایاب ہو جائے''۔

سیدنا سہل ؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ خیبر کی فتح نصیب فرمائے گا اور اس کو اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیارے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا ہے۔ یہ بشارت سن کر لوگ تمام رات بے چین رہے کہ دیکھئے کل جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ دوسرے دن ہر شخص اسی امید پر آپ کے سامنے حاضر ہوا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ''علی کہاں ہیں''؟ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اس وقت آشوب چشم میں مبتلا تھے اور جنگ کرنے

کے قابل نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی وہ بالکل تندرست ہو گئے جیسے کہ کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی ہو۔ روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علیؓ سے فرمایا:

خذ هذه الراية فامض بها حتى يفتح الله عليك ۲۸

''اے علی! یہ جھنڈا لو اور غنیم پر حملہ کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ سے اسے فتح فرمائے''۔

عام انسانوں کے لعاب اور تھوک سے تو مختلف قسم کے جراثیم پھیلتے اور جنم لیتے ہیں جو متعدد بیماریوں کا باعث بنتے ہیں لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن سے بیماروں کو شفا اور امراض کا ازالہ ہوتا ہے۔ کہیں آشوب چشم ختم ہوتی ہے اور کہیں ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ جاتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کھاری کنواں میٹھے پانی کا کنواں بن جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو پہلے بیان ہوئی ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن مرہم شفا کی حیثیت رکھتا تھا۔ لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کس قدر فروتنی تھی اور اس فروتنی میں کس قدر حقیقت تھی کہ اس مرہم کی ساری شفاء کا تصور آپ اسی کے نام کی برکت کے ساتھ وابستہ فرماتے تھے جو رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ۲۹

عام انسانوں کا لعاب دہن بیماریوں اور جراثیم کے پھیلنے کا سبب بنتا ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن جراثیم سے پاک اور صحت بخش اثرات کا حامل تھا کیوں کہ اللہ نے خود اس میں شفا رکھ دی تھی۔

۱۳۔ جسم و پسینہ مبارک کی خوشبو

اردو کتب سیرت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کی دل پذیر خوشبو کے حوالے سے بڑی عمدہ بحث کی گئی ہے: ''سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کی پاکیزگی اور لطافت کے اثرت کی وجہ سے آپ کے جسم اطہر و مطہر سے خارج ہونے والے فضلات بھی پاکیزہ اور طاہر تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برتر ہستی مجمع کمالات بلکہ منبع کمالات تھی۔ ان کی جسمانی و بدنی خصوصیات کو سن کر معمولی سمجھ لینا بہت زیادہ خلاف واقع ہے۔ پسینہ بالعموم جسم کا ایک بدبودار فضلہ ہوتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ کے متعلق صحیح حدیثوں میں صحابہ کرام کا بیان یہ ہے کہ وہ ان کی بہتر سے بہتر خوشبوؤں میں صرف تبرکاً نہیں بلکہ اضافہ خوشبو کے لیے شامل کیا جاتا تھا۔ جس گلی کوچہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذر جاتے تھے وہ معطر ہو جاتی تھی۔ جو آپ سے مصافحہ کرتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی خوشبو سے مست ہو جاتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم خاص سیدنا انسؓ فرماتے ہیں:

ما شممت عنبر اقط و لا مسکا و لا شیأ اطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳۰؎

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار عنبر، کستوری یا کسی اور شے کی خوشبو کو نہیں سونگھا۔''

اسی وجہ سے صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پسینہ کو سنبھال کر رکھتے اور خوشبو اور عطر کے طور پر استعمال کرتے۔ چنانچہ سیدنا انس بن مالک سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے اور قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز میری والدہ ام سلیمؓ کسی کام کے سلسلے میں گھر سے باہر گئی ہوئی تھیں۔ ان کی غیر موجودگی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ میری والدہ کو پتہ چلا کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے ہوئے ہیں تو وہ فوراً گھر واپس آئیں اور دیکھا کہ تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرما رہے ہیں اور مبارک جسم پر پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں۔ میری والدہ سیدہ ام سلیمؓ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پسینے کے ان قطرات کو ایک شیشی میں جمع کرنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو میری والدہ سے پوچھا: ''تم یہ کیا کر رہی ہو''۔ میری والدہ نے فرمایا:

ھذا عرقك نجعله فی طیبنا وھو من اطیب الطیب

''اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا مبارک پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبوؤں میں ملاتے ہیں اور یہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے''۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: ''تو نے بالکل درست کہا''۔ ۳۱،۳۲؎

سیدنا جابرؓ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں منی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! مجھے اپنے ہاتھ ملانے کے لیے دیں۔ آپ نے اپنا ہاتھ مجھے دیا۔ جب میں نے آپ سے ہاتھ ملایا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ ۳۳؎

جسم کی اس پاکیزگی کے ہی اثرات تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ جس چیز سے مس کرتے تھے اس سے بھی خوشبو کی دلآویز مہک آنے لگتی۔ چنانچہ سیدنا جابرؓ بن سمرۃ بیان کرتے ہیں کہ میں بچہ تھا ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے۔ آپ نے باری باری ہم بچوں کے رخساروں پر شفقت و محبت سے ہاتھ پھیرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخساروں پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں:

فوجدت لیدہ برداً و ریحا کانما اخرجھا من جونہ عطار ۳۴

''پس میں نے آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطار کے ڈبے سے ہاتھ باہر نکالا ہو۔''

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

''علماء نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے جو مہک اور خوشبو آتی تھی، وہ آپ کی طبعی صفت تھی، خواہ آپ خارجی طور پر خوشبو کا استعمال کریں یا نہ کریں۔ اس کے باوجود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے خوشبو لگاتے تھے کیوں کہ آپ کی فرشتوں سے ملاقات ہوتی تھی۔ آپ پر وحی نازل ہوتی تھی اور آپ کی مجلس اور ہم نشینی میں مسلمان بیٹھتے تھے''۔ ۳۵

درج بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک خوشبو کا منبع و مرقع تھا۔ انسانی اجسام سے خارج ہونے والے فضلات جو کہ عام لوگوں میں خوشبو دار نہیں ہوتے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر میں خوشبو کا باعث تھے اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نمایاں امتیاز ہے کہ ذاتِ اقدس کسی خوشبو کی محتاج نہ تھی بلکہ خود خوشبو جسم اطہر سے نسبت پا کر معتبر ٹھہری۔

۱۴۔ نیند کی خصوصیات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند میں بھی کچھ خصوصیات مضمر تھیں۔ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سوئی ہوتی تھیں لیکن آپ کا قلب اطہر جو انوار و تجلیات کا مرکز اور رشد و ہدایت کا منبع اور شعور و آگہی کا مخزن ہے، وہ ہمہ وقت بیدار رہتا تھا، اور یہ ایک بہت بڑی خصوصیت تھی۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: ''یا رسول اللہ! کیا آپ نماز وتر پڑھنے سے قبل سو جاتے ہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا عائشۃ ! ان عینی تنامان و لا ینام قلبی ۳۶

''اے عائشہ! صرف میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا (وہ بیدار رہتا ہے)''۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جانتی تھیں کہ سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس وجہ سے جو شخص سو کر اٹھے اور وہ نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لیے وضو ضروری ہے، لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب انہوں نے دیکھا کہ آپ باوضو سو جاتے ہیں اور پھر وضو کیے بغیر وتر پڑھ لیتے ہیں، تو آپ کے پوچھنے کا ایک عجب انداز تھا۔ سیدہ عائشہؓ نے یہ نہیں فرمایا کہ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیوں نہیں فرمایا؟ بلکہ اس طرح پوچھا:

یارسول اللہ! آپ نماز سے قبل سو جاتے ہیں یعنی پھر اٹھ کر وضو کیے بغیر نماز ادا کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ وہ اب تک اگر چہ آپ کی نیند کی خصوصیات سے آشنا نہ ہوں لیکن اتنا ضرور جانتی تھیں کہ پیغمبر اپنی بہت سی باتوں میں عام لوگوں سے ممتاز اور ارفع ہوتا ہے۔ یہ صورت بھی ضرور آپ کی کسی امتیازی خصوصیت کی حامل ہے۔ چنانچہ یہی ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب میں سوتا ہوں تو اگر چہ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔ بیداری کی حالت میں تو عام انسانوں کے قلوب بھی بیدار رہتے ہیں لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک سوتے میں بھی بیدار رہتا تھا، لیکن یہ وہ بیداری نہیں جس کا ہم ادراک کر سکیں بلکہ یہ وہ بیداری ہے جس کے سامنے عالم غیب سب کھلا ہوا ہوتا ہے۔ عام آدمی جس طرح بیداری میں عالم شہادت کا ادراک کرتا ہے انبیاء علیہم السلام اور خصوصی طور پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت خواب میں بھی اس سے بڑھ کر عالم غیب کا ادرک کر لیتے ہیں۔ گویا عام لوگوں پر جن حالات میں پوری غفلت طاری ہوتی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں بھی پورے ہوشیار رہتے ہیں۔ پھر ان کے ادراک کی نوعیت اور کیفیت بھی ہمارے ادراک سے یک قلم مختلف ہوتی ہے، جس کی حقیقت کا ادراک ہماری عقل و فہم سے بالاتر ہے۔

خلاصۂ کلام

جن نفوس قدسیہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رسالت کے لیئے منتخب فرماتے ہیں ان کی شان کو اعلیٰ وارفع کر دیتے ہیں اور عام انسانوں کی نسبت سے وہ بعض خصوصیات میں ممتاز ہوتے ہیں۔ صرف اپنی سیرت میں ہی نہیں بلکہ اپنے جسم و جوارح میں بھی اور ان کے خواص میں بھی۔ مختصر یہ کہ اگر ایک طرف انبیاء کرام علیہم السلام میں بشریت کی وہ عام صفات موجود ہوتی ہیں جو ان کی بشریت کا ایک واضح اور بدیہی ثبوت ہوتی ہیں تو اسی کے ساتھ دوسری طرف ان میں وہ صفات بھی موجود ہوتی ہیں جو عام بشریت سے ان کی فوقیت کا اس سے زیادہ بدیہی ثبوت ہوتی ہیں۔ یعنی اگر چہ وہ ہوتے انسان ہی ہیں لیکن ان کو اللہ رب العزت نے عام انسانوں سے بڑھ کر جسمانی و بدنی خوبیاں بھی عطا فرمائی ہوتی ہیں۔ جن کی بدولت وہ بطور انسان بھی اپنے جنس سے افضل معلوم ہوتے ہیں۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام اور تمام انسانوں سے بڑھ کر حسین و جمیل بنایا اور آپ کو جسمانی طور پر بھی ایسے امتیازات عطا فرمائے کہ جو آپ کی ذات اقدس سے قبل کسی انسان کے حصے میں نہیں آتے۔ اردو کتب سیرت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ جسمانی و بدنی اختصاصات مستند ذخیرہ حدیث کی روشنی میں نہایت عمدگی کے ساتھ مختلف عنوانات کے تحت بیان کئے گئے ہیں۔ جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیازات اور خصائص جسمانیہ و بدنیہ خوبی سے واضح ہوتے ہیں اور یہ حقیقت کھل کر

سامنے آتی ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گوناگوں امتیازات سے نوازا ہے۔ ایسے امتیازات کہ جن میں نہ کوئی آپ کا شریک تھا اور نہ ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ الانعام ۶:۹۰

۲۔ زاہد علی، حافظ، خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، راحت پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ۲/ ۳۵

۳۔ النجم ۵۳:۱۱

۴۔ الشعراء ۲۶:۱۹۴

۵۔ النجم ۵۳:۳

۶۔ النجم ۵۳:۱۷

۷۔ البقرة ۲:۱۴۴

۸۔ الاسراء ۱۷:۳۹

۹۔ الم نشرح ۹۴:۱۔۳

۱۰۔ زاہد علی، حافظ، خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱/ ۲۲۸

۱۱۔ ایضاً، ۲/ ۲۳۲

۱۲۔ الزرقانی، محمد بن عبد الباقی، الزرقانی شرح مواہب، مصر، مکتبہ دار التراث العربی، ۱۳۲۱ھ، ۷/ ۱۸۹؛ تھانوی، اشرف علی، مولانا، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، راولپنڈی، مکتبہ حمیدیہ، س۔ن، ص ۱۹۴

۱۳۔ رازی، تفسیر کبیر، ۲/ ۳۵۶

۱۴۔ ہارون معاویہ، خصوصیات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۰۷ء، ۲/ ۳۱۶

۱۵۔ سیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبریٰ، (مترجم) مولانا غلام معین الدین: زاویہ پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ۱/ ۱۰۳

۱۶۔ حافظ زاہد، خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱/ ۹۰

۱۷۔ ابن حجر، فتح الباری، باب المعراج، ۱/ ۲۰۵؛ حاکم، مستدرک حاکم، باب خاتم النبوہ، ۲/ ۶۱۶

۱۸۔ عون المعبود، باب فی اتقاب الشبہات، ۹/ ۱۳۰

۱۹۔ ہارون معاویہ، خصوصیات مصطفیٰ، ۲/ ۳۲۰

۲۰۔ بخاری، کتاب الرقی بالقرآن والمعوذات، باب فضل المعوذات، رقم الحدیث: ۵۰۱۶

۲۱۔ ابی داؤد، کتاب المناسک، باب ما یذکر الامام فی خطبة بمنی ، رقم الحدیث: ۱۹۵۷

۲۲۔ حافظ زاہد، خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱/۱۰۰

۲۳۔ ابوالقاسم الطبرانی، المعجم الاوسط، باب من اسمه ابراهيم ، رقم الحدیث: ۲۶۶۸

۲۴۔ بخاری، کتاب الاذان، باب الخشوع فی الصلاة، رقم الحدیث: ۷۴۱

۲۵۔ احمد دین، فضائل سید العالمین، م۔ن، س۔ن، ص۱۲۱

۲۶۔ مسلم، کتاب الجنة ، و صفة نعیمها و اهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة... الخ ، رقم الحدیث: ۲۸۶۷

۲۷۔ بخاری، کتاب فضائل الصحابه ، باب رقية النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۳۹۸

۲۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، باب ذکر المیرالی خیر ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۱ء، ۳۰۵/۳

۲۹۔ حافظ زاہد، خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱/۱۰۹

۳۰۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب طيب رائحة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۲۳۳۰؛ طاہر القادری، خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص۲۹۳

۳۱۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب طيب عرق ، رقم الحدیث: ۲۳۳۱

۳۲۔ طاہر القادری، خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص۲۹۱؛ اوکاڑوی، محمد شفیع، ذکر جمیل، ضیاء القرآن پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص۳۵۲

۳۳۔ طاہر القادری، خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص۲۹۱

۳۴۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب طيب رائحة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، رقم الحدیث: ۲۳۲۹

۳۵۔ امام نووی، نووی شرح مسلم، ۲/۲۵۶

۳۶۔ بخاری، کتاب المناقب، باب كان النبی شام عینه و لا ینام قلبه ، رقم الحدیث: ۳۵۷۰؛ موطا امام مالک، کتاب صلوة الليل ، باب صلوة النبی فی الوتر ، ۱/۱۱۵

☆☆☆☆